OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

نظمِ خاندان اور معاشرتی استحکام: قرآنی تعلیمات کے تناظر میں ایک مطالعہ

Family Order and Social Stability: A Study in the Context of Quranic Teachings

Dr. Muhammad Waqar
Assistant Professor, NUML, Karachi
Dr. Noman Naeem
President Jamia Binoria Alamiya SITE, Karachi
Kulsoom Khaleeq Ansari
Research Scholar NUML, Karachi

Abstract

Qur'an is a complete code of life, offering guidance for personal and collective sides of human life. The family system teachings given in the Qur'an are very much part of bringing social stability. Through promoting the values of justice, kindness, respectfulness towards one another, and spirituality as a model of leadership, the family provides a source of harmony, security, and morality. This not only brings people up but also forms the basis for a balanced and strong society. A stable family builds a unified society, whereas fragile families make a contribution towards social issues and disintegration. Islam makes the nikah a firm covenant of mercy and love. The Qur'an mentions spouses as clothes for one another, representing intimacy, protection, and support for each other. Mutual respect, kindness, and compassion are emphasized as the foundations of marital relations, fostering harmony and tranquility within the family. The Qur'an establishes clear yet balanced rights and responsibilities for all family

CC BY

members. The husband is tasked with provision and protection, while the wife is entrusted with nurturing and household management. Both are expected to act with justice, mercy, and mutual respect. The coordination of responsibility and right is the key to household harmony. Qur'anic teachings emphasize justice and equality, providing for well-defined, complementary roles for men and women that are conducive to stability. The Qur'an offers pragmatic advice for the settlement of disagreements between spouses. Should disputes reach a boiling point, the appointment of impartial and wise arbiters from each family is recommended to settle and reconcile. The Qur'an promotes good and constructive dialogue, essential for peacemaking and intra-family cohesion. The Qur'an decidedly attaches importance to being kind and respectful to parents, reinforcing family cohesion and value transmission from one generation to another. Showing respect to parents is described as a way of developing love, respect, and cooperation in the family, ensuring social security for the elderly. This research seeks to investigate the Qur'anic teachings regarding the family structure and its central place in attaining social stability.

Keywords: Quranic Teachings, Family System, Marriage, Social Stability, Society, Family Harmony, Marital Conflict, Marriage Covenant, Mutual Respect, Marital Relations.

تعارف

اسلام ایک ایسا مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کو اپنے دائرہ ہدایت میں لیتا ہے۔ اسلام نے جس طرح ہر فرد کیلئے زندگی گزارنے کے طریقوں کو متعین کیا ہے، اسی طرح اجتماعی اعتبار سے بھی ہدایات کی ہیں۔ اسلام نے نہ صرف مذہبی، سیاسی، ثقافتی اور معاشی اعتبار سے تعلیمات دی ہیں، بلکہ معاشرے کے استحکام کیلئے معاشرتی اصول وضوابط بھی بیان کیے ہیں۔ معاشرے کے استحکام میں اسلام نے خاندان کو کلیدی حیثیت دی ہے جس کی بنیاد اخلاقی اقدار، اجتماعی فلاح اور حقوق و فرائض کی ادائیگی پر رکھی ہے۔ خاندان ایک ایسا نظام ہے جو نہ صرف افراد کی اخلاقی، روحانی اور سماجی تربیت کا مرکز ہے بلکہ معاشرے

کی تہذیبی و ثقافتی اقدار کو آگے منتقل کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ قرآن و سنت اور اسلامی فقہ کی کتب اس نظام کی حکمت عملیوں کو تفصیل سے بیان کرتی ہیں۔ یہ حکمت عملیاں عصر حاضر میں بھی معاشرتی استحکام کے لیے نہایت اہم ہیں۔ قرآن تعلیمات کی روشنی میں خاندانی نظام کو نہ صرف فرد کی تربیت اور کردار سازی کا مرکز قرار دیا گیا ہے بلکہ اسے معاشرتی استحکام، عدل، محبت اور فلاح کا ضامن بھی کہا گیا ہے۔ عصر حاضر میں جہاں خاندانی نظام کو جدید چیلنجز، جیسے: (individualism, globalization, materialism) کا سامنا ہے، وہاں قرآنی تعلیمات کی روشنی میں خاندانی استحکام کا مطالعہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

زیر نظر مطالعہ میں قرآنی تعلیمات کی روشنی میں خاندانی نظام کی تفصیلات کو بیان کیا جائے گا جو معاشرتی استحکام میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے اور مختلف آیات کی عربی اردو تفاسیر کی روشنی میں خاندانی نظام کا معاشرتی استحکام کے لیے سبب و ذریعہ ہونے کو ثابت کیا گیا ہے۔

معاشرہ کا معنی و مفہوم

معاشرہ یا سماج کیلئے عربی میں "المجتمع"[1] اور انگلش میں "Society" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ معاشرہ سے مراد انسانوں کا وہ بڑا گروہ ہے جو مخصوص جغرافیائی، تہذیبی یا معاشرتی رشتے کے تحت ایک ساتھ رہتا ہو اور باہمی تعلقات، ضوابط اور اقدار کا حامل ہو۔ معاشرے کا مفہوم مختلف عربی اور انگریزی لغات کی روشنی میں ایک جامع اور مربوط تصور کے طور پر سامنے آتا ہے:

1. ڈاکٹر احمد زکی بدوی کے مطابق معاشرہ کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ

المجتمع :جماعة من الناس يعيشون معا في منطقة معينة وتجمع بينهم ثقافة مشتركة ومختلفة عن غيرها[2]

معاشرہ لوگوں کا ایک ایسا گروہ جو ایک مخصوص علاقے میں اکٹھے رہتے ہیں اور ایک مشترکہ ثقافت رکھتے ہیں جو دوسروں سے مختلف ہے۔

2. احمد مختار عمر نے "مادہ: جمع" کے ضمن میں "المجتمع" لفظ کی کچھ یوں وضاحت کی ہے:

"جماعة من النّاس تربطهاروابط ومصالح مشتركة وعادات وتقاليد وقوانين واحدة[3]

یہ لوگوں کا ایسا گروہ ہوتا ہے، جن کے درمیان مشترکہ روابط، مفادات، عادات، روایات، اور قوانین ہوتے ہیں۔"

3. ابنِ منظور کے مطابق:

والعشرة : المخالطة؛ عاشرته معاشرة، واعتشروا وتعاشروا: تخالطوا[4]

اور العشرۃ (معاشرت) کا مطلب ہے میل جول یا اختلاط؛ 'عاشرتہ معاشرۃ' یعنی میں نے اس کے ساتھ میل جول رکھا، اور 'اعتشروا' اور 'تعاشروا' کا مطلب ہے: آپس میں میل جول رکھو، ایک دوسرے کے ساتھ اختلاط کرو۔

یہ سب الفاظ ایک دوسرے کے ساتھ گھل مل کر رہنے، میل جول رکھنے اور معاشرت کرنے کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔

4. آکسفورڈ انگلش ڈکشنری نے معاشرہ کا مفہوم کچھ یوں بیان کیا ہے:

Society: People who have shared customs and laws[5]

وہ لوگ جن کے مشترکہ رسم ورواج اور قوانین ہوں۔

5. میریم ویبسٹر ڈکشنری کے مطابق:

Society: An enduring and cooperating social group whose members have developed organized patterns of relationships through interaction with one another.[6]

معاشرہ ایک ایسا مستقل اور باہمی تعاون پر مبنی سماجی گروہ ہوتا ہے جس کے اراکین نے ایک دوسرے کے ساتھ تعامل کے ذریعے منظم تعلقات کے نمونے تشکیل دے رکھے ہوں۔

تمام لغات سے معاشرہ کا مشترکہ معنی ومفہوم یہ حاصل ہوتا ہے کہ معاشرہ انسانوں کے اس گروہ کو کہتے ہیں جو باہمی روابط، مشترکہ اقدار، رسم ورواج، اور ایک نظامِ زندگی کے تحت کسی مخصوص ماحول یا مقام میں اکٹھے رہتے ہیں۔ ان کے درمیان معاشی، سماجی، ثقافتی اور اخلاقی تعلقات قائم ہوتے ہیں جو ان کے طرزِ زندگی کو تشکیل دیتے ہیں۔ معاشرہ محض افراد کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک ایسا نظام ہے جہاں افراد ایک دوسرے کے ساتھ تعامل، سلوک اور تعاون کے اصولوں پر زندگی گزارتے ہیں۔ یہ اجتماع اس وقت ایک حقیقی معاشرہ بنتا ہے جب اس میں نظم، عرف، روایات اور ایک مشترکہ سماجی یا اخلاقی ضابطہ کارفرما ہو۔ اس میں افراد صرف رہائش کی حد تک اکٹھے نہیں ہوتے بلکہ ان کے درمیان باہمی تعلقات، ذمہ داریاں اور مشترکہ مفادات ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے معاشرہ ایک زندہ اور متحرک نظام ہے جو انسانی روابط، اجتماعی شعور، اور اخلاقی ہم آہنگی سے عبارت ہے۔

خاندان کا معنی ومفہوم

خاندان کیلئے عربی لفظ "العائلة یا الاسرة" اور انگلش لفظ "Family" استعمال ہوا ہے۔ لفظ "خاندان" عربی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے جو کہ فارسی لفظ سے مستعار ہے۔ عربی اور انگریزی لغات کی روشنی میں اس لفظ کا مفہوم نہایت وسیع اور ہمہ گیر بیان کیا گیا ہے، جو صرف خون کے رشتوں پر مبنی گروہ تک محدود نہیں بلکہ باہمی تعلق، ذمہ داری اور جذباتی وابستگی کو بھی محیط ہے۔

1. "المعجم الوسیط" کے مطابق:

الأسرة: الجماعة يربطها امر مشترک[7]

خاندان: وہ گروہ ہے جسے ایک مشترکہ مقصد کے تحت جوڑا جاتا ہے

2. آکسفورڈ انگلش ڈکشنری نے "فیملی" لفظ کے ضمن میں وضاحت کی ہے کہ

Family: A group of one or more parents and their children living together as a unit; a group of people related by blood, marriage, or adoption.[8]

خاندان سے مراد ایک یا زائد والدین اور ان کے بچوں کا وہ گروہ جو ایک یونٹ کی صورت میں رہتا ہو؛ یا وہ افراد جو خون، شادی یا گود لینے کے رشتے سے جڑے ہوں۔

3. میریم ویبسٹر ڈکشنری نے اس کا مفہوم کچھ یوں ذکر کیا ہے:

Family: The basic unit in society traditionally consisting of two parents rearing their children[9]

خاندان، معاشرے کا بنیادی یونٹ ہوتا ہے جو روایتی طور پر دو والدین پر مشتمل ہوتی ہے جو اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں۔

4. کیمبرج ڈکشنری میں خاندان کا مفہوم اس طرح بیان ہوا ہے:

Family: A social group consisting of parents and their children, or all the people who are related to each other.[10]

خاندان ایک سماجی گروہ ہوتا ہے جو والدین اور بچوں پر مشتمل ہو، یا وہ تمام افراد جو آپس میں رشتہ دار ہوں۔

لغات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ "خاندان" اپنے وسیع معنیٰ میں صرف نسبی رشتہ داری کا نام نہیں بلکہ ایک ایسا باہم جڑا ہوا نظام ہے جس میں افراد نہ صرف ایک ساتھ رہتے ہیں بلکہ ان کے درمیان باہمی تعاون، جذباتی وابستگی، اور سماجی ذمہ داریاں بھی شامل ہوتی ہیں۔ خاندان ایک فطری، سماجی اور اخلاقی ادارہ ہے جو نہ صرف فرد کی شخصیت کی تعمیر کرتا ہے بلکہ ایک متوازن معاشرے کی تشکیل میں بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

خاندانی نظام کا قرآنی تصور

اسلام میں خاندان کی بنیاد نکاح پر رکھی گئی ہے جو مرد اور عورت کے درمیان تعلق قائم کرتا ہے، اور اس میں میاں بیوی، اولاد کے علاوہ والدین اور دیگر قریبی رشتہ دار بھی شامل ہوتے ہیں۔ قرآن و حدیث میں میاں بیوی کے حقوق، ماں باپ اور اولاد کے تعلقات، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے حقوق کی تفصیل دی گئی ہے تاکہ خاندان کے تمام افراد کے درمیان محبت، تعاون اور احترام قائم رہے۔

1. خاندانی نظام کی حرمت اور مضبوطی

اسلام نے نکاح کو صرف جسمانی یا سماجی بندھن نہیں بلکہ ایک مقدس عہد اور مضبوط عقد قرار دیا ہے جسے اللہ اور نبی ﷺ کی سنت کے تحت قائم کیا جاتا ہے۔ اس عہد کی خلاف ورزی، جیسے مہر واپس لینا یا نکاح کو غیر سنجیدگی سے لینا، درست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نظام کی حرمت اور مضبوطی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

وَأَخَذْنَ مِنكُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا[11]

اور تم سے ایک پختہ عہد لیا گیا

سید قطب شہید لکھتے ہیں کہ یہ آیت نکاح کے بندھن کی حرمت اور اس کی مضبوطی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اسلام نے نکاح کو محض رسمی رشتہ نہیں بلکہ ایک اہم ذمہ داری قرار دیا ہے۔ "میثاق غلیظ" سے مراد نکاح کا وہ مضبوط عہد ہے جو اللہ کے نام پر اور نبی ﷺ کی سنت کے مطابق ہوتا ہے، جو صرف ایک معمولی وعدہ نہیں بلکہ ایک مقدس اور سخت عہد ہے جس کی خلاف ورزی گناہ عظیم ہے۔ یہ عہد صرف رسمی نہیں بلکہ اخلاقی اور دینی پابندی بھی ہے۔ لہذا اس عہد کی پاسداری ایمان والوں پر لازم ہے اور اس کا احترام کرنا ضروری ہے۔[12] ابن کثیر اس آیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "میثاقاًغلیظاً" سے مراد نکاح کا وہ عہد ہے جو مرد اور عورت کے درمیان اللہ کے نام پر ہوتا ہے۔ یہ بہت مضبوط، مقدس اور اللہ سے امانت کا عہد ہے کیونکہ اس میں اللہ کا نام لیکر عورت جو پہلے حرام تھی، اب حلال ہو جاتی ہے۔[13] مفتی محمد شفیع عثمانی اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ "میثاق غلیظ سے مراد نکاح کا وہ مضبوط وعدہ ہے جو مرد اور عورت کے درمیان اللہ کی اطاعت کے نام پر کیا جاتا ہے۔ اس وعدے کی حیثیت نہایت بلند ہے اور اس میں مرد و عورت کے حقوق کا تحفظ شامل ہے۔[14]

یہ آیت خاندان کی بنیاد کو مضبوط کرنے اور معاشرتی استحکام کے لیے نکاح کے حقوق کی پاسداری کی تاکید کرتی ہے۔ نکاح کے اس مضبوط عہد کی پاسداری سے خاندان اور معاشرہ مستحکم ہوتا ہے۔ آیت اس بات کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے کہ میاں بیوی کے درمیان اعتماد، محبت اور حقوق کا احترام معاشرتی استحکام کی بنیاد ہے۔

2. ازدواجی نظام باعث مودت ورحمت:

نکاح کے ذریعے نسلِ انسانی کا تسلسل، عفت و پاکدامنی کا تحفظ، اور باہمی مودّت ورحمت قائم ہوتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً[15]

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت رکھی۔

ابنِ کثیر لکھتے ہیں کہ مرد محبت کی وجہ سے عورت کی خیر گیری کرتا ہے یا رحم کھا کر اس کا خیال رکھتا ہے۔ اس لیے کہ اس سے اولاد ہو چکی ہوتی ہے۔ اس کی پرورش ان دونوں کے میلاپ پر موقوف ہے۔ الغرض بہت سی وجوہات رب العالمین نے رکھ دی ہیں جن کے باعث انسان باآرام اپنے جوڑے کے ساتھ اپنی زندگی گزارتا ہے۔[16] مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ نکاح کا مقصد ہی مرد عورت کا ایک دوسرے سے مانوسیت اور میلان رکھنا ہے اور یہ مانوسیت "محبت اور رحمت" سے آتی ہے۔[17] امام قرطبی فرماتے ہیں کہ "مودت" کا تعلق نکاح کے ابتدائی مرحلے سے ہے، جب شوہر اور بیوی ایک دوسرے سے فطری محبت رکھتے ہیں اور رحمت کا مرتبہ یہ ہے کہ مرد اپنی عورت کے ساتھ اس قدر رحیم ہو کہ اسے کسی بھی قسم کی اذیت نہ پہنچنے دے۔[18] علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ یہ مودت اور رحمت اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت ہیں جو صرف میاں بیوی کے تعلق میں دیکھنے کو ملتی ہے، بغیر اس کے کہ تمہارے درمیان پہلے سے کوئی جان پہچان یا رشتہ داری یا قرابت داری ہو، جو باہمی ہمدردی کا

سبب بنتی ہو۔ آپ مزید لکھتے ہیں کہ محبت اور رحمت اللہ کی طرف سے ہیں، اور جدائی (نفرت) یعنی ایک شریکِ حیات کا دوسرے سے بیزار ہونا شیطان کی طرف سے ہے۔[19]

ان تفاسیر کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن صرف روحانیت نہیں، بلکہ عملی زندگی کے پیچیدہ تعلقات کے لیے بھی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ ازدواجی تعلق میں مودّت و رحمت صرف ذاتی سکون کا ذریعہ نہیں بلکہ پورے معاشرے میں امن، محبت، اور رواداری کے جذبات کے فروغ کی بنیاد ہیں۔ یہی اسلامی معاشرتی استحکام کی حقیقی روح ہے۔اس آیت کا اطلاق اگر عصر حاضر پر کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آج کے مادی و نفس پرست دور میں، جہاں نکاح کو محض وقتی ضرورت یا رسمی بندھن سمجھا جا رہا ہے، وہاں "مودت "اور رحمت " جیسے جذبات کی شدید کمی ہے۔گھریلو جھگڑوں، طلاق کی بڑھتی شرح، اور جذباتی دوری کی بنیادی وجہ ان دونوں اوصاف کا فقدان ہے۔اسلامی معاشرے میں اگر میاں بیوی ان دونوں صفات کو اپنالیں تو ازدواجی زندگی میں خوشگواریت ، بچوں کی ذہنی و جذباتی نشوونما میں بہتری اور معاشرہ مستحکم خاندانوں کی بنیاد پر استوار ہو جائے گا۔

3. ازدواجی زندگی پاکیزگی کا لباس ہے

میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے سکون، تحفظ، عزت اور ایک دوسرے کے عیبوں کو چھپانے کا ذریعہ ہیں، جیسے لباس انسان کے جسم کے عیوب کو چھپاتا ہے۔ قرآن مرد و عورت کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیتا ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ۔۔۔الآیۃ [20]

وہ تمھارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ جس طرح لباس انسان کی عریانی کو چھپاتا ہے اور اس کے جسم کو پوشیدہ رکھتا ہے، اسی طرح میاں بیوی کا رشتہ ایک دوسرے کی عیب پوشی اور تحفظ اور لحاف کے لیے ہوتا ہے اور دونوں ایک دوسرے کے سکون کا ذریعہ بنتے ہیں۔[21]

امام قرطبی بیان کرتے ہیں کہ آیت میں میاں بیوی کے ملنے کو لباس سے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ ان کے جسم بھی آپس میں مل جاتے ہیں۔[22] امام طبری اس آیت کی تفسیر میں "لباس" کے لفظ کو بہت وسیع نظر سے دیکھتے ہیں۔ان کے مطابق "لباس" کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔ایک یہ کہ جب میاں بیوی سونے کے اوقات میں جب اپنے لباس اتار دیتے ہیں تو وہ دونوں ایک دوسرے کے لباس بن جاتے ہیں اور اس طرح دونوں رشتہ ازدواج کے لباس میں جمع ہو کر ایک دوسرے کے عیوب اور خامیوں کو چھپاتے ہیں۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اللہ نے میاں بیوی کو ایک دوسرے کے سکون کا ذریعہ بنایا ہے اور اس سکون کو "لباس" سے تعبیر دی گئی ہے۔ جیسے لباس انسان کو تحفظ فراہم کرتا ہے، اسی طرح میاں بیوی کو ایک دوسرے کی زندگی میں سکون، محبت اور تعاون فراہم کرنا چاہیے۔[23] عبد اللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے زوجین کو ایک دوسرے کا لباس قرار دے کر ان کے رشتہ کی اہمیت اور تقدس کو واضح کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ مرد عورت ایک دوسرے کیلئے باعثِ تسکین ہیں۔[24]

فخر الدین الرازی نے لکھا ہے کہ میاں بیوی کا لباس ایک دوسرے کے لیے ہونا اس وجہ سے ہے کہ ہر ایک دوسرے کے جسم کے ہر حصے کو دیکھ سکتا ہے، جیسے کہ لباس جسم کو ڈھانپتا ہے۔لہذا میاں بیوی ایک دوسرے کو جسمانی، اخلاقی اور معاشرتی اعتبار

سے لباس کی طرح ڈھانپیں۔ اس میں یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ جیسے لباس انسان کو سردی، گرمی اور دیگر نقصانات سے بچاتا ہے، اسی طرح میاں بیوی ایک دوسرے کے لیے باعث حفاظت اور سکون ہیں۔[25]

مفسرین کے اقوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آیت میں ازدواجی رشتہ کی محبت، عزت، اور سکون کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے، اور یہ بتایا گیا ہے کہ میاں بیوی کا رشتہ نہ صرف جسمانی بلکہ روحانی اور نفسیاتی سطح پر بھی ایک دوسرے کے لیے لباس ہونا چاہیے۔ نیز "لباس" کی تشبیہ سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق اور ذمہ داریوں کا احترام کرتے ہیں۔ یہ باہمی احترام اور تعاون خاندانی نظام کی پائیداری کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

4. ازدواجی تعلقات میں عدل وانصاف

میاں بیوی کے مابین تعلقات خاندانی نظام کے استحکام کی بنیادی سیڑھی ہے۔ ازدواجی زندگی میں سکون اور محبت فریقین کا ایک دوسرے کا خیال رکھنے، ذمہ داریاں پوری کرنے، حسن سلوک رکھنے اور عدل وانصاف رکھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق مرد کو گھر کا سربراہ تو بنایا گیا ہے لیکن اس کا مطلب ظلم یا سختی نہیں بلکہ محبت، شفقت اور عدل کے ساتھ خاندانی زندگی کو خوشگوار بنانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے میاں بیوی کے تعلقات میں حسن سلوک، عدل اور انصاف کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

> وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا[26]
>
> اور ان (عورتوں) کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو، اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو (صبر کرو کیونکہ) ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اُس میں بہت بھلا رکھ دے۔

سورۂ نساء کی آیت 19 میں اللہ تعالیٰ نے نکاح میں لائی ہوئی عورتوں سے معروف طریقے سے زندگی بسر کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا مفہوم "عورتوں کے ساتھ اچھی طرح رہنے، پیار محبت اور میلاپ سے بسر کرنے اور ان پر احسان کا معاملہ کرنے" سے لیا ہے۔[27] ابن کثیر فرماتے ہیں کہ آیت میں معروف سے مراد یہ ہے کہ عورتوں کے ساتھ بھلے انداز سے، نرم گفتاری، خوش اخلاقی اور حسنِ سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو، جیسے تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ حسنِ سلوک کریں۔[28] امام طبری کے مطابق شریعت کے مطابق اور سماجی روایات کے موافق عورتوں کے حقوق ادا کرتے ہوئے اچھے انداز میں برتاؤ کرنا معروف ہے۔[29] امام قرطبی نے اس آیت کو تمام لوگوں کیلئے حسنِ معاشرت اختیار کرنے کے تناظر میں دیکھا ہے، بالخصوص خاوند کو حکم ہے کہ وہ اپنی بیوی سے حسن سلوک سے پیش آئے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے بارے میں مردوں کو حکم دیا ہے کہ جب ان سے عقد نکاح ہو جائے تو ان سے بہتر انداز سے تعلق باقی رکھا جائے۔ اس سے انسان کا نفس پر سکون ہوتا ہے اور زندگی خوشگوار رہتی ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ آیت میں معروف کا مفہوم عورت کے ساتھ حسن سلوک، نرمی، کھانے پینے، کپڑے اور رہائش میں عدل اور اس کے جذبات کا خیال رکھنے سے ہے اور ضرورت پڑے تو اس کیلئے ایک خادمہ کا بندوبست کرنا بھی شوہر پر ضروری ہے۔[30] قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے معروف کے معنی عورتوں کے ساتھ ہر معاملے میں انصاف کرنے، ان کے شرعی اور عرفی طور پر حقوق ادا کرنے اور ہر بات کہتے وقت اخلاقی

طور پر ان سے حسن سلوک رکھنے کے تناظر میں پیش کیے ہیں۔[31] جلال الدین محلی نے اس کا مفہوم "نرمی سے بات کرنے اور خوش اخلاقی کے ساتھ رہنے اور نان نفقہ میں ان کے حقوق ادا کرنے سے "لیا ہے۔[32] مفتی محمد شفیع عثمانی لکھتے ہیں کہ عورتوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرو جو شریعت، اخلاق، اور معاشرت کے لحاظ سے بہتر ہو۔ شریعت عورتوں سے خوش اخلاقی سے بات کرنے اور ان کی خبر گیری کرنے کی تلقین کرتی ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ اگر بمقتضائے عقل وہ تم کو ناپسند ہوں اور کوئی امر ناپسندیدگی کا بھی نہ ہو تو تم یہ سمجھ کر برداشت کرو کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی منفعت رکھ دے۔[33] سید ابوالاعلیٰ مودودی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اسلام نے مرد کو گھر کا سربراہ بنایا ہے، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ظالم بن جائے۔ بلکہ اس پر لازم ہے کہ عورت کے ساتھ محبت، شفقت، اور خاندانی نظام کو خوشگوار رکھنے والا کردار ادا کرے اور اگر عورت خوبصورت نہ ہو یا اس میں کوئی نقص ہو جس کی بناء پر وہ شوہر کو پسند نہ آئے تو یہ مناسب نہیں کہ وہ فوراً دل برداشتہ ہو کر اسے چھوڑ دینے پر آمادہ ہو جائے اور ازدواجی زندگی کو منقطع کرنے میں جلد بازی سے کام لے بلکہ حتی الامکان اسے صبر و تحمل کرنا چاہیے، تاہم طلاق بالکل آخری چارہ کار ہے جس کو ناگزیر حالت میں استعمال کرنا چاہیے۔[34]

تمام مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ شوہر پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کرے، اس کے شرعی و اخلاقی حقوق ادا کرے، اور عدل و انصاف کا مظاہرہ کرے۔ یہ تمام آراء اس آیت کی روح اور مقصد کو واضح کرتی ہیں کہ "معروف" کا مطلب صرف ظاہری حسن سلوک نہیں، بلکہ اس میں شریعت، عرف، اخلاق، عدل، نرمی، محبت، خوش گفتاری اور جذباتی خیال رکھنا شامل ہے۔ عورت کے حقوق کا خیال رکھنا، اس کی ضروریات اور جذبات کی پاسداری کرنا، اور اس کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا معروف کے بنیادی پہلو ہیں۔ معروف کا معیار شریعت، معاشرتی رسم و رواج، اور اخلاقیات کا مجموعہ ہے، یعنی مرد کو اپنی بیوی کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا چاہیے جو دین اور معاشرت دونوں کے تقاضوں پر پورا اترے۔ اگر کوئی بات ناپسند ہو تب بھی صبر اور تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہیے کیونکہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی حکمت ایسی چیزوں میں چھپی ہوتی ہے جو انسان کی سمجھ سے باہر ہوتی ہیں۔

5. باہمی حقوق کی ادائیگی میں مساوات اور توازن

خاندانی نظام قرآن و سنت پر مبنی ایک ایسا نظام ہے جس میں عدل، رحمت، مشورہ اور حسن سلوک کے اصولوں کے ذریعے معاشرتی استحکام کو یقینی بنایا گیا ہے۔ اس نظام میں نہ صرف میاں بیوی کے درمیان حقوق و فرائض کی وضاحت موجود ہے، بلکہ ہر فرد کو اس کے دائرۂ کار میں ذمہ داری کے ساتھ توازن قائم رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ قرآن خاندانی نظام کی روح اور توازن کا بنیادی اصول فراہم کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ [35]

اور عورتوں کے لیے ویسے ہی (حقوق) ہیں معروف طریقے کے مطابق جیسے ان پر (ذمہ داریاں) ہیں

ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ آیت معاشرے کے رائج مثبت اصول اور شریعت کی رو سے طے شدہ اخلاقی اقدار کی روشنی میں مرد و عورت دونوں کے حقوق و فرائض میں عدل و توازن کی تعلیم دیتی ہے۔ شوہر جس حسنِ سلوک کا حق رکھتا ہے، بیوی بھی اسی حسنِ سلوک کی مستحق ہے۔ ابن عباسؓ کے قول کا کہنا ہے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں اپنی بیوی کیلئے اسی طرح زینت اختیار

کروں جس طرح کہ وہ میرے لیے اختیار کرتی ہے۔[36] امام قرطبی نے لکھا ہے کہ "معروف" سے مراد ایسی زینت ہے جس میں گناہ نہ ہو اور یہ آیت حقوق زوجیت سے متعلقہ تمام حقوق کو شامل ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ عورتوں کیلئے حسن صحت اور حسن سلوک ان کے خاوندوں پر اسی طرح لازم ہے جس طرح اپنے خاوندوں کیلئے ان پر ہر اس کام میں اطاعت واجب ہے جو وہ ان پر لازم قرار دی ہیں۔[37] امام طبری کے مطابق اس آیت میں مساوات کے ساتھ ساتھ مرد کو "درجہ "یعنی قیادت کا مقام بھی عطا کیا گیا ہے، جیسا کہ اگلی آیت میں فرمایا گیا: "وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ"۔ یہ درجہ فضیلت یا فوقیت کے معنیٰ میں نہیں بلکہ ذمہ داری، کفالت اور قیادت کے مفہوم میں ہے۔ خاندانی نظام میں نظم و استحکام پیدا کرنے کے لیے قیادت کا تصور ضروری ہے۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ آیت میں معروف کے مفہوم میں مختلف تاویلات پیش کی گئی ہیں جن کا خلاصہ یہی ہے کہ جو حقوق اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر اپنے مردوں کے فرض کیے ہیں، ان کی ادائیگی ان پر لازم ہے، اسی طرح مردوں پر عورتوں کے جو حقوق فرض ہیں، ان پر بھی ادائیگی لازم ہے۔ لہٰذا دونوں کو اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے انجام دینے کی کوشش کرنی چاہیے اور حقوق کی ادائیگی کے حوالے سے دونوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے۔[38] قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا کہنا ہے کہ اس آیت میں زوجین کے باہمی تعلقات کو توازن اور اعتدال کے ساتھ استوار کرنے کا اصول دیا گیا ہے کہ بیوی کے حقوق ادا کیے جائیں، اس کی معاشرتی، ذہنی، جسمانی اور جذباتی ضروریات کا خیال رکھا جائے۔ اس بات کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ بیوی اس آیت کے تحت اپنے حقوق طلب کرنے کا حق رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کیا جائے، لہٰذا میاں بیوی دونوں کیلئے یہ بات جائز نہیں کہ وہ ایک دوسرے کو تکلیف وایذا پہنچانے کی کوشش کریں۔[39]

یہ آیت خاندانی نظام میں عدل، مساوات، مشورہ، اور حسنِ سلوک جیسے عناصر کو بنیاد بناتی ہے۔ قرآن ہر دور میں قابلِ قبول، شریعت سے ہم آہنگ اور معاشرتی معیار کے مطابق سلوک کی تلقین کرتا ہے۔ اس آیت سے اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ عورت اور مرد دونوں کے حقوق متوازن اور ذمہ داریاں مشترکہ ہیں۔ مرد کو قیادت کی حیثیت دی گئی ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ رحم، حکمت، اور عدل لازم ہے۔ "معروف" کا مفہوم وقت، معاشرت اور شریعت کے تقاضوں کے مطابق مثبت طرزِ عمل ہے۔

6. خاندانی تنازعات کا حل باہمی مفاہمت و صلح

قرآنِ کریم نے خاندانی تنازعات سے بچاؤ اور ان کے حل کے لیے متعدد حکمت آمیز، جامع اور عملی ہدایات عطا فرمائی ہیں، تاکہ اسلامی معاشرہ محبت، عدل، اور سکون کی بنیاد پر قائم ہو۔ ان ہدایات کا دائرہ نکاح سے لے کر طلاق اور صلح تک پھیلا ہوا ہے۔ قرآن کریم نے خاندانی تنازعات کو دور کرنے کے لیے ثالثی اور مفاہمت کا ایک جامع اور عملی ضابطہ بیان کیا ہے، جس کی بنیاد باہمی احترام، عدل، مشاورت اور اصلاح پر رکھی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا ۚ إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا[40]

تو ایک مرد کے گھر والوں میں سے اور ایک عورت کے گھر والوں میں سے مقرر کرو، اگر وہ دونوں صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان میں موافقت پیدا کر دے گا، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔

"حَكَمًا" سے مراد:

حَکَمعربی زبان میں حکم دینے والے، فیصلہ کرنے والے، یا ثالث کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مادہ "حَکَمَ" ہے، جس کے معنی عدل، فیصلہ، روک تھام اور اصلاح کے آتے ہیں۔ صاحب منجد لویس علوف نے اس کا معنی "فیصلہ کرنے اور سرپنچ" لکھا ہے۔[41] مولانا وحید الزمان قاسمی نے اس کا معنی "ثالث اور سرپنچ" سے ذکر کیا ہے۔[42] المعجم الوسیط میں لکھا ہے کہ

من يختار للفصل بين المتنازعين [43]

وہ شخص جسے دو لوگوں کے درمیان اختلاف کی صورت میں فیصلہ کرنے کیلئے منتخب کیا گیا ہو۔

امام طبری نے لکھا کہ آیت میں "حَکَمًا" سے مراد حاکمِ وقت کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا جائے گا اور اس کی جانب سے مرد اور عورت کے خاندان سے ایک ثالث کو منتخب کیا جائے گا۔ دونوں عقلمند، منصف، اور صلح کی نیت رکھنے والے ہونے چاہیں، تاکہ وہ غیر جانبدار ہوں اور دونوں کی بات سمجھ سکیں۔ دونوں ثالث میاں بیوی کے تنازعہ کو دیکھیں گے۔ اگر فساد عورت کی جانب سے ہو تو دونوں عورت کو اپنے مرد کی اطاعت کرنے کا حکم دیں گے اور مرد کو عورت سے حسن سلوک کرنے اور اس پر شریعت کے موافق خرچ کرنے کا حکم دیں گے اور اگر فساد مرد کی جانب سے ہو تو دونوں مرد سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیں گے اور اگر وہ اس سے انکار کرے گا تو اس سے کہا جائے گا کہ عورت کو شریعت کے موافق رخصت کر دے۔ واضح رہے کہ یہ معاملات حاکمِ وقت کی زیرِ سرپرستی طے کیے جائیں گے۔[44] امام قرطبی نے اس کا معنی لکھا ہے کہ یہاں "حَکَمًا" سے مراد وہ شخص ہے جو میاں بیوی کے معاملات کی حقیقت کو سمجھے اور دیانت داری سے فیصلہ کرے اور ان دونوں کا عادل ہونا ضروری ہے۔[45] مفتی محمد شفیع نے لکھا کہ "حَکَمًا" سے مراد وہ دو افراد ہیں جو دونوں فریقین کے خاندانوں سے چنے جاتے ہیں۔ ان کا کام یہ ہے کہ وہ میاں بیوی کے جھگڑے کی وجہ معلوم کریں اور صلح کی کوشش کریں۔ اور آیت میں "حَکَمًا" لفظ تعبیر کر کے ان دونوں شخصوں کے ضروری اوصاف کو بھی متعین کر دیا کہ ان دونوں میں جھگڑوں کا فیصلہ کرنے کی صلاحیت موجود ہو، اور یہ صلاحیت ظاہر ہے کہ اسی شخص میں موجود ہوتی ہے جو صاحبِ علم اور دیانتدار ہوتا ہے۔ آپ مزید لکھتے ہیں کہ آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میاں بیوی کو اپنے گھر کے جھگڑوں کو تدریجی طور پر گھر ہی میں ختم کر دینے چاہئیں، اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو دونوں کے خاندان سے دو ثالث متعین کر کے مصالحت کی راہ ہموار کرتے ہوئے خاندان ہی کے اندر محدود رہ کر جھگڑا ختم کر دینا چاہیے اور جب یہ صورت بھی ممکن نہ ہو تو معاملہ عدالت تک پہنچے اور عدالت ان دونوں کے معاملات کی تحقیق کر کے عادلانہ فیصلہ کرے۔[46] قاضی ثناء اللہ کا کہنا ہے کہ مرد عورت کی جانب سے بطور ثالث دو مرد ایسے لیے جائیں گے جو عادل اور عاقل ہوں۔ دونوں کا کام مرد عورت کے احوال جاننا اور ظلم واختلاف کی شناخت کرنا ہے اور اصلاح کی کوشش کرنا ہے۔ دونوں ثالث کو یہ حق قطعی حاصل نہیں کہ وہ اپنے فریق کی جانبداری کرے اور اصلاح کا یہ مطلب نہیں کہ وہ میاں بیوی میں اتحاد واتفاق کو لازمی سمجھ کر فیصلہ کریں بلکہ اگر دونوں میں اتفاق اور الفت ممکن ہو تو اسے پہلے قائم کرنے کی کوشش کریں اور اگر فراق اور جدائی کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہو تو اس کا فیصلہ کریں۔[47] مولانا اشرف علی تھانوی نے اس آیت کے ضمن میں ذکر کیا ہے کہ اگر میاں بیوی کے درمیان ضد اور نفرت اتنی بڑھ جائے کہ وہ باہم معاملہ کو سلجھا نہ سکیں اور کوئی تدبیر کارگر نہ ہو تو دونوں

خاندانوں سے ایک ایک ثالث مقرر کیا جائے جبکہ دونوں میں تصفیہ کی صلاحیت و قابلیت ہونی چاہیے۔ ان دونوں ثالث کا کام صرف اصلاح کا ہو گا۔ البتہ اگر میاں بیوی اپنے اپنے ثالث کو طلاق یا خلع کا اختیار بھی دیدیں تو وکالۃً وہ اس کے مختار بھی ہو جائیں گے۔[48] سید ابو الاعلیٰ مودودی نے اس آیت کو اسلامی معاشرے میں خاندانی تنازعات کے حل کے لیے ایک عادلانہ طریقہ قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ ہر جھگڑے میں صلح کا امکان ہوتا ہے بشرطیکہ فریقین بھی صلح پسند ہوں اور بیچ والے بھی چاہتے ہوں کہ فریقین میں کسی طرح صفائی ہو جائے۔[49]

آیت کی مختلف تفاسیر قرآن کریم کا ایک اہم اصولی پیغام دیتی ہے جو عائلی نظام میں صلح واصلاح اور معاشرتی استحکام کو فروغ دیتا ہے۔ اس آیت کے مطابق جب میاں بیوی کے درمیان جھگڑا شدید ہو جائے تو سب سے پہلے کمرے کے اندر ہی اس جھگڑے کو آپس میں حل کر لیں اور بات کمرے سے باہر نہ جا سکے اور اگر دونوں میں مفاہمت قائم نہ ہو سکے تو خاندان کے افراد میں سے دو دیانت دار اور فہم رکھنے والے لوگ ثالث بنائے جائیں جو فریقین کے معاملات کو سمجھتے ہوں اور ان کے درمیان فیصلہ کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہوں، تاکہ گھر کی چاردیواری اور خاندان میں ہی معاملہ حل ہو جائے اور خاندان سے باہر بات نہ نکلے۔ اگر ان کی نیت اصلاح کی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میاں بیوی کے درمیان موافقت پیدا فرما دیتا ہے جس سے خاندان بکھرنے سے بچ جاتا ہے۔ ثالثی کا یہ اصول صرف ازدواجی تعلقات میں نہیں بلکہ وسیع معاشرتی سطح پر بھی صلح، افہام و تفہیم، اور بقائے باہمی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اور اگر ثالث کے ذریعے بھی مفاہمت قائم نہ ہو سکے تو عدالت کا رخ کیا جائے اور شرعی و قانونی دائرہ کار میں رہتے ہوئے فیصلہ کرایا جائے۔ قرآن کا یہ پیغام آج کے انتشار پذیر معاشرے کے لیے نہایت اہم اور قابلِ عمل ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام خاندانی جھگڑوں کو حل کرنے کے لیے عملی اور منصفانہ طریقہ اپنانے کی تلقین کرتا ہے اور دراصل یہی معاشرتی استحکام کی آبیاری کیلئے ایک اہم بیج ہے۔

7. والدین کا تربیتی کردار

شریعت نے والدین کو خاندان کی تربیت گاہ کا سربراہ قرار دیا گیا ہے۔ والدین کی ذمہ داری اور اہم فریضہ ہے کہ وہ بچوں میں اسلامی اقدار اور سماجی شعور پیدا کریں۔ وہ بچوں کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کریں، تاکہ وہ دنیا میں باعزت زندگی گزار سکیں۔ یہ بات واضح ہے کہ شریعت نے خاندان کو نئی نسل کی سیرت و کردار اور شخصیت کی تعمیر و تشکیل قرار دیا ہے اور اس نئی نسل کی قابلیتوں اور صلاحیتوں میں نکھار پیدا کرنے میں والدین کا اہم کردار ہوتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا[50]

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا مفہوم اس معنی میں لیا ہے کہ گھر کا سربراہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کو شریعت کے احکام کی تعلیم دے اور اچھے کاموں کو کرنے اور برے کاموں سے روکنے کا حکم دے۔[51] ابن کثیر کے مطابق خاندانی نظام کی بنیاد علم، تربیت اور اصلاح پر قائم ہے اور اس کے سربراہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو ادب و علم سکھائے۔ آپ مختلف تابعین کے اقوال ذکر کرتے ہوئے اشارہ فرماتے ہیں کہ مرد کو چاہیے کہ وہ خود بھی اللہ کی اطاعت کرے اور اس سے ڈرے اور اپنے اہل و عیال کو بھی اللہ کی اطاعت کرنے اور اس کی نافرمانی کرنے سے ڈرائے۔[52] امام قرطبی نے اس آیت کو

تربیتِ اولاد، بیوی کی تعلیم، اور گھر میں دینی ماحول کے قیام سے متعلق قرار دیا ہے۔[53] مفتی محمد شفیع عثمانی کے مطابق یہ آیت خاندانی نظام کے تحفظ اور نسلوں کی دینی اصلاح کی بنیادی تعلیم دیتی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ فقہائے کرام نے کہا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوا ہے کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائضِ شرعیہ، حلال وحرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کیلئے کوشش کرے۔[54] سید قطب شہید کے مطابق یہ آیت اسلامی معاشرے میں مرد کو بحیثیت قائدِ خانہ ذمہ دار بناتی ہے کہ وہ اپنے اہلِ خانہ کی دینی راہنمائی کرے۔[55] علامہ آلوسی نے آیت کے حکم کو اہل وعیال کو نماز، روزہ اور دیگر فرائض کی تعلیم دینے کے تناظر میں دیکھا ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ خاندانی نظام کی بنیاد علم، تربیت اور اصلاح پر قائم ہے اور لکھتے ہیں کہ

علموا أنفسكم وأهليكم الخير، وأدبوهم[56]

تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو نیکی کا حکم دو اور انہیں ادب سکھاؤ۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس آیت کو خاندان کی بنیاد اور نظام کے استحکام کیلئے رہنما اصول قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ گھر کے سربراہ پر لازم ہے کہ اپنے اہل وعیال کے حقوق کی ادائیگی اور اللہ کی نافرمانی سے اپنے آپ کو بچائے اور اپنے اہل وعیال کو دینی تعلیم اور ادب سکھائے اور انہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تلقین کرے۔[57] علامہ شبیر احمد عثمانی نے والدین کو گھر میں دینی ماحول، باقاعدہ تربیت اور گناہوں سے روکنے کا نظام قائم کرنے پر زور دیا ہے اور کہا ہے کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے گھر والوں کو بھی دین کی راہ پر لائے سمجھا کر، ڈرا کر، پیار سے، مار سے، جس طرح ہوسکے دیندار بنانے کی کوشش کرے۔[58]

تفاسیر سے ثابت ہوتا ہے کہ خاندان کا اصل استحکام صرف جذباتی یا معاشی وابستگی پر نہیں بلکہ روحانی واخلاقی تعلیم وتربیت پر بھی ہے۔ نیز یہ آیت گھر کے سربراہ پر ایک بھاری ذمہ داری عائد کرتی ہے کہ وہ خود سمیت اپنے اہل وعیال کو اللہ کی اطاعت کا پابند کرے اور اس کی نافرمانی سے بچے۔

8. والدین کا احترام اور حسن سلوک

والدین کے ساتھ احسان مندی کا معاملہ کرنے سے خاندانی رشتوں میں احترام، محبت اور خدمت کا جذبہ پروان چڑھتا ہے۔ قرآن نے والدین کے احترام اور ان کی خدمت کو عبادت کے بعد سب سے اہم عمل قرار دیا:

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا[59]

اور آپ کے رب نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔

ابن کثیر کے مطابق یہ آیت توحید اور والدین سے حسنِ سلوک کو جوڑتی ہے۔ لہذا جس طرح توحید تمام مسلمانوں پر فرض کے درجے پر ہے اسی طرح والدین سے حسن سلوک رکھنا بھی فرض کے درجے پر ہے۔[60] امام قرطبی کے مطابق والدین کی عزت اور ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ دینی ومعاشرتی فریضہ ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ والدین کے ساتھ احسان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انہیں گالم گلوچ کرتے ہوئے تعرض اور چھیڑ چھاڑ نہ کرے اور نہ ان کی نافرمانی نہ کرے جو کہ بلا اختلاف یہ گناہ کبیرہ میں سے ہے۔ آپ مزید لکھتے ہیں کہ والدین کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا اس کے ساتھ مختص نہیں ہے کہ وہ دونوں مسلمان ہوں، بلکہ وہ اگر کافر بھی ہوں تب بھی وہ ان سے نیکی کرے گا اور ان سے حسن سلوک سے پیش آئے گا۔[61] مفتی محمد شفیع عثمانی نے لکھا ہے

کہ والدین کی خدمت واطاعت والدین ہونے کی حیثیت سے کسی زمانے اور کسی عمر کے ساتھ مقید نہیں ہے بلکہ ہر حال اور ہر عمر میں والدین کے ساتھ اچھا سلوک واجب ہے۔[62] قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے معاشرے کے وجود اور پُر سکون زندگی گزارنے کا واحد سبب اس آیت کو قرار دیاہے۔[63] سید ابو الاعلیٰ مودودی نے لکھا کہ یہ آیت ایسا اصول پیش کرتی ہے جس پر اسلام پوری انسانی زندگی کی نظامِ زندگی کی عمارت قائم کرنا چاہتا ہے۔ان کے مطابق معاشرے کا اجتماعی اخلاق ایسا ہونا چاہیے کہ جو اولاد کو والدین سے بے نیاز بنانے والا نہ ہو بلکہ ان کا احسان مند اور احترام کرنے والا بنائے اور بڑھاپے میں اسی طرح ان کی خدمت کرنا سکھائے جس طرح بچپن میں وہ اس کی پرورش اور ناز برداری کر چکے ہیں۔[64]

یہ آیت معاشرتی استحکام کی بنیادی اینٹ ہے، جس میں توحید اور والدین کی عزت کو ایک ساتھ بیان کر کے، معاشرتی زندگی میں توازن، عدل، اور حسنِ سلوک کے اصول مقرر کیے گئے ہیں۔اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا خاندانی نظام کے استحکام کی بنیاد ہے۔والدین کے حقوق کی پاسداری سے نسلوں کے درمیان رابطہ مضبوط ہوتا ہے، جو معاشرے میں بزرگ افراد کی عزت اور ان کی خدمات کو تسلیم کرنے کا باعث بنتا ہے۔یہ بزرگ شہریوں کے لیے سماجی تحفظ کا ایک فطری نظام فراہم کرتا ہے۔

قرآنی تعلیمات کا عصر حاضر میں اطلاق

عصر حاضر کے معاشرے میں اگر خاندانی نظام کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انفرادی سوچ، مادہ پرستی، اور مغربی ثقافتی اثرات نے خاندانی نظام کو کمزور کیا ہے۔ خاندانی تنازعات اور برداشت کی کمی کی وجہ سے طلاق کی شرح بڑھ رہی ہے۔ بعض معاشروں میں خواتین اور بچوں کے حقوق کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ خاندانی نظام کے کمزور ہونے سے معاشرتی اور نفسیاتی مسائل میں اضافہ ہوا ہے۔ایسی صورتحال میں ہمیں معاشرتی بالخصوص خاندانی نظام کے استحکام کیلئے قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ضروری ہو گا۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق خاندان محبت، رحمت اور تعاون کا مرکز ہے، جو فرد کو جذباتی اور نفسیاتی تحفظ فراہم کرتا ہے۔ قرآن میں خاندانی سربراہ کو روحانی واخلاقی قیادت کا نمونہ بننے کی تلقین کی گئی ہے، جو خاندان کو اسلامی اقدار پر قائم رکھے۔اس بات کی ہدایت بھی کی ہے کہ خاندانی نظام میں ہر فرد کے حقوق و فرائض کا توازن برقرار رکھنا ضروری ہے، جس سے عدل اور انصاف فروغ پاتا ہے۔ قرآنی تعلیمات میں خاندانی تنازعات کو افہام و تفہیم، ثالثی اور صلح کے ذریعے حل کرنے کی تلقین کی گئی ہے، جو عصر حاضر کے مسائل کے حل میں بھی مؤثر ہے۔اس کے ساتھ ہی یہ بات واضح رہے کہ اسلامی خاندانی نظام میں تعلیم وتربیت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، جو بچوں کو معاشرتی اور دینی اقدار سکھاتا ہے۔

خلاصۂ بحث

قرآنِ مجید ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جو انسان کو انفرادی و اجتماعی زندگی کے ہر پہلو میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ معاشرتی استحکام کے حوالے سے قرآن کی تعلیمات نہایت جامع، ہمہ گیر اور حکمت سے بھرپور ہیں۔ کسی بھی معاشرہ میں لوگ باہمی روابط، مشترکہ اقدار، رسم و رواج، اور ایک نظامِ زندگی کے تحت کسی مخصوص ماحول یا مقام میں اکٹھے رہتے ہیں۔ ان کے درمیان معاشی، سماجی، ثقافتی اور اخلاقی تعلقات قائم ہوتے ہیں جو ان کے طرزِ زندگی کو تشکیل دیتے ہیں۔ معاشرتی استحکام میں قرآن کریم کی متعدد تعلیمات موجود ہیں جن میں خاندانی نظام کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ خاندان اپنے وسیع معنی میں صرف

نسبی رشتہ داری کا نام نہیں بلکہ ایک ایسا نظام ہے جس میں افراد نہ صرف ایک ساتھ رہتے ہیں بلکہ ان کے درمیان باہمی تعاون، جذباتی وابستگی، اور سماجی ذمہ داریاں بھی شامل ہوتی ہیں۔ خاندان ایک فطری، سماجی اور اخلاقی ادارہ ہے جو نہ صرف فرد کی شخصیت کی تعمیر کرتا ہے بلکہ ایک متوازن معاشرے کی تشکیل میں بھی بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اسلام میں خاندان کی بنیاد نکاح ہے جو مرد اور عورت کے درمیان تعلق قائم کرتا ہے، اور اس میں شوہر، بیوی، اولاد کے علاوہ والدین اور دیگر قریبی رشتہ دار بھی شامل ہوتے ہیں۔ خاندانی نظام کو مضبوط کرنے اور معاشرتی استحکام کے لیے نکاح کے حقوق کی پاسداری لازمی ہے۔ نکاح کے اس مضبوط عہد کی پاسداری سے خاندان اور معاشرہ مستحکم ہوتا ہے۔ نکاح مودت اور رحمت کے ذریعے میاں بیوی کو باہمی سکون حاصل ہوتا ہے۔ ازدواجی تعلق میں مودّت و رحمت صرف ذاتی سکون کا ذریعہ نہیں بلکہ پورے معاشرے میں امن، محبت، اور رواداری کے جذبات کے فروغ کی بنیاد ہیں۔ قرآن رہنمائی کرتا ہے کہ میاں بیوی کا رشتہ نہ صرف جسمانی بلکہ روحانی اور نفسیاتی سطح پر بھی ایک دوسرے کے لیے لباس ہونا چاہیے اور "لباس" کی تشبیہ سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق اور ذمہ داریوں کا احترام کرتے ہیں۔ یہ باہمی احترام اور تعاون خاندانی نظام کی پائیداری کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ شوہر پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کرے، اس کے شرعی و اخلاقی حقوق ادا کرے، اور عدل و انصاف کا مظاہرہ کرے۔ اگر اسے کوئی بات ناپسند ہو تب بھی صبر اور تحمل کا مظاہرہ کرے، کیونکہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی حکمت ایسی چیزوں میں چھپی ہوتی ہے جو انسان کی سمجھ سے باہر ہوتی ہیں۔ قرآنی تعلیمات کے مطابق عورت اور مرد دونوں کے حقوق متوازن اور ذمہ داریاں مشترکہ ہیں۔ مرد کو قیادت کی حیثیت دی گئی ہے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ رحم، حکمت، اور عدل بھی لازم قرار دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی خاندانی نظام میں صلح و اصلاح اور معاشرتی استحکام کو فروغ دیتا ہے۔ قرآنی تعلیمات خاندانی جھگڑوں کو حل کرنے کے لیے عملی اور منصفانہ طریقہ اپنانے کی حکمت عملی پیش کرتا ہے کہ جب میاں بیوی کے درمیان جھگڑا شدید ہو جائے تو خاندان کے افراد میں سے دو دیانت دار اور فہم رکھنے والے لوگ ثالث بنائے جائیں جو فریقین کے معاملات کو سمجھتا ہو اور ان کے درمیان فیصلہ کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ اگر ان کی نیت اصلاح کی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میاں بیوی کے درمیان موافقت پیدا فرما دیتا ہے جس سے خاندان بکھرنے سے بچ جاتا ہے۔ قرآن اس بات کی بھی تلقین کرتا ہے کہ خاندان کا اصل استحکام صرف جذباتی یا معاشی وابستگی پر نہیں بلکہ روحانی و اخلاقی تربیت پر ہے۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی گئی ہے جس سے خاندان کے اندر محبت، احترام اور تعاون کو فروغ ملتا ہے۔ والدین کے حقوق کی پاسداری سے نسلوں کے درمیان رابطہ مضبوط ہوتا ہے، جو معاشرے میں بزرگ افراد کی عزت اور ان کی خدمات کو تسلیم کرنے کا باعث بنتا ہے۔ یہ بزرگ شہریوں کے لیے سماجی تحفظ کا ایک فطری نظام فراہم کرتا ہے۔

اگر عصر حاضر میں خاندانی نظام کی بہتری اور مضبوطی کیلئے قرآنی تعلیمات اور ذکر کردہ حکمت عملیوں کا اطلاق صحیح معنوں میں کیا جائے گا تو یقیناً اس سے خاندانی نظام مضبوط ہو گا جو کہ معاشرتی استحکام کا ذریعہ ہے اور معاشرہ اسلامی خطوط پر استوار ہو کر آپس کے تنازعات، مسائل اور نفسیاتی الجھنوں سے پاک ہو جائے گا۔ علی المختصر معاشرہ کے امن و امان اور استحکام میں خاندانی نظام کی مضبوطی کیلئے قرآنی تعلیمات ناگزیر ہیں۔

مصادر و مراجع

[1] مولانا وحید الزمان قاسمی، کیرانوی، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات، لاہور، اشاعت اول (2001ء)، ص 281

[2] ڈاکٹر احمد زکی، بدوی، معجم مصطلحات العلوم الاجتماعیۃ، مکتبہ لبنان، بیروت، اشاعت اول (1978ء)، ص 400

[3] احمد مختار عمر، معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ، عالم الکتب، قاہرہ، اشاعت اول (2008ء)، جلد 1، ص 396

[4] ابن منظور، ابو الفضل جمال الدین، محمد بن مکرم، لسان العرب، نشر ادب الحوزۃ، قم، ایران، (1405ھ) ج 4، 574

[5] Oxford Collocations Dictionary: for students of English. Oxford university press. Published 2002. P:727

[6] Merriam-Webster. (n.d.). *Society*. In *Merriam-Webster.com dictionary*. Retrieved April 28, 2025, from https://www.merriam-webster.com/dictionary/society

[7] مجمع اللغۃ العربیۃ، المعجم الوسیط، الشروق الدولیۃ، مصر۔ طباعت چہارم (2004م)، ص 17

[8] Oxford University Press. (n.d.). *Family*. In *Oxford English Dictionary*. Retrieved April 28, 2025, from https://www.oed.com/dictionary/family_n

[9] Merriam-Webster. (n.d.). *Family*. In Merriam-Webster.com dictionary. Retrieved April 28, 2025, from https://www.merriam-webster.com/dictionary/family

[10] Cambridge University Press. (n.d.). *Family*. In *Cambridge Dictionary*. Retrieved April 28, 2025, from https://dictionary.cambridge.org/dictionary/english/family

[11] النساء: 21

[12] سید قطب شہید، فی ظلال القرآن، مترجم: سید معروف شاہ شیرازی، ادارہ منشورات اسلامیہ، لاہور، اشاعت اول (1997ء)، ج 1، ص 955

[13] ابن کثیر، عماد الدین، ابوالفداء اسماعیل بن کثیر، الدمشقی، تفسیر القرآن العظیم، مؤسسۃ قرطبہ، اشاعت اول (2000ء)، ج 3، ص 405-406

[14] عثمانی، محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی (2008ء)، ج 2 ص 353-354

[15] الروم: 21

[16] ابن کثیر، حافظ عماد الدین، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، الدمشقی، تفسیر ابن کثیر، مترجم: مولانا محمد جوناگڑھی، مکتبہ اسلامیہ، سال اشاعت (2009ء) ج 4، ص: 193-194

[17] المظہری، ثناء اللہ، قاضی، تفسیر المظہری، دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، اشاعت اول (2004ء)، ج 7، ص 236

[18] قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر، تفسیر قرطبی، مترجم: پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت اول (2012ء)، ج 7، ص 400-401

[19] آلوسی، ابوالفضل، شہاب الدین، السید محمود، البغدادی، روح المعانی فی التفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، اشاعت اول (1994ء)، ج 11، ص 32

[20] البقرہ: 187

[21] ابن کثیر، حافظ عماد الدین، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، الدمشقی، تفسیر ابن کثیر، مترجم: مولانا محمد جوناگڑھی، مکتبہ اسلامیہ، سال اشاعت (2009ء) ج 2، ص 194

[22] قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر، تفسیر قرطبی، مترجم: پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت اول (2012ء)، ج1، ص773

[23] طبری، ابو جعفر، محمد بن جریر، تفسیر طبری (جامع البیان عن تاویل آی القرآن، دار ھجر، اشاعت اول (2001ء)، ج3، ص 231-232

[24] ابن عباس، عبداللہ، تفسیر ابن عباس، رومی پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت اول (2005ء)، ج1، ص80

[25] الرازی، فخر الدین ابن العلامۃ ضیاء الدین عمر، تفسیر الفخر الرازی المشتہر بالتفسیر الکبیر ومفاتیح الغیب، دارالفکر، اشاعت اول (1981ء)، ج5، ص114

[26] النساء: 19

[27] ابن عباس، عبداللہ، تفسیر ابنِ عباس، رومی پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت اول (2005ء)، ج1، ص211

[28] ابن کثیر، حافظ عماد الدین، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر ، الدمشقی، تفسیر القرآن الکریم، مؤسسۃ قرطبہ، اشاعت اول (2000ء)، ج3، ص400

[29] طبری، ابو جعفر، محمد بن جریر، تفسیر طبری (جامع البیان عن تاویل آی القرآن)، دار ھجر، اشاعت اول (2001ء)، ج6، ص538

[30] قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر، تفسیر قرطبی، مترجم: پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت اول (2012ء)، ج3 ص113-114

[31] المظہری، ثناء اللہ، قاضی، تفسیر المظہری، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، اشاعت اول (2004ء)، ج2، ص260

[32] محلی، جلال الدین، محمد بن احمد، تفسیر جلالین، دارالحدیث، قاہرہ، اشاعت سوم (2001ء)، ص102

[33] عثمانی، محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی (2008ء)، ج2، ص349

[34] مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ج1، ص334

[35] البقرۃ: 228

[36] ابن کثیر، حافظ عماد الدین، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، الدمشقی، تفسیر ابن کثیر، مترجم: مولانا محمد جوناگڑھی، مکتبہ اسلامیہ، سال اشاعت (2009ء) ج2، ص338-339

[37] قرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد بن ابو بکر، تفسیر قرطبی، مترجم: پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت اول (2012ء)، ج2، ص163

[38] طبری، ابو جعفر، محمد بن جریر، تفسیر طبری (جامع البیان عن تاویل آی القرآن، دار ھجر، اشاعت اول (2001ء)، ج4، ص227 تا229

[39] المظہری، ثناء اللہ، قاضی، تفسیر المظہری، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، اشاعت اول (2004ء)، ج1، ص232

[40] النساء: 35

[41] لویس علوف، المنجد، مترجم: مولانا ابوالفضل عبدالحفیظ، مکتبہ العلم لاہور، ص169

[42] قاسمی، وحید الزمان، مولانا، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات، لاہور، اشاعت اول (2001ء)، ص325

[43] مجمع اللغۃ العربیۃ، المعجم الوسیط، الشروق الدولیۃ، مصر۔ طباعت چہارم (2004م)، ص190

[44] طبری، ابو جعفر، محمد بن جریر، تفسیر طبری (جامع البیان عن تاویل آی القرآن، دار ھجر، اشاعت اول (2001ء)، ج6، ص723 تا730

[45] قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر، تفسیر قرطبی، مترجم: پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز ،لاہور، اشاعت اول (2012ء)، ج3، ص185 تا188

[46] عثمانی، محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی (2008ء)، ج2، ص405-406

[47] المظہری، ثناء اللہ، قاضی، تفسیر المظہری، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، اشاعت اول (2004ء)، ج2، ص313-314

[48] تھانوی، اشرف علی، مولانا، تفسیر بیان القرآن، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ج1، ص355

[49] مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ج1، ص350

[50] التحریم:6

[51] ابن عباس، عبداللہ، تفسیر ابن عباس، رومی پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت اول (2005ء)، ج2، ص672

[52] ابن کثیر، حافظ عماد الدین، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، الدمشقی، تفسیر ابن کثیر، مترجم: مولانا محمد جوناگڑھی، مکتبہ اسلامیہ، سال اشاعت (2009ء) ج14، ص58-59

[53] قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر، تفسیر قرطبی، مترجم: پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز ،لاہور، اشاعت اول (2012ء)، ج9، ص506-507

[54] عثمانی، محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی (2008ء)، ج8، 502-503

[55] سید قطب شہید، فی ظلال القرآن، مترجم: سید معروف شاہ شیر ازی، ادارہ منشورات اسلامیہ، لاہور، اشاعت اول (1997ء) ج8، ص 461 تا466

[56] آلوسی، ابوالفضل، شہاب الدین، السید محمود، البغدادی، روح المعانی فی التفسیر القرآن العظیم والسبع الثانی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، اشاعت اول (1994ء)، ج14، ص351

[57] المظہری، ثناء اللہ، قاضی، تفسیر المظہری، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، اشاعت اول (2004ء)، ج9، ص348

[58] عثمانی، شبیر احمد، مولانا، تفسیر عثمانی، ص1689

[59] الإسراء:23

[60] ابن کثیر، حافظ عماد الدین، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر، الدمشقی، تفسیر ابن کثیر، مترجم: مولانا محمد جوناگڑھی، مکتبہ اسلامیہ، سال اشاعت (2009ء) ج8، ص467

[61] قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر، تفسیر قرطبی، مترجم: پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلی کیشنز ،لاہور، اشاعت اول (2012ء)، ج5، ص658-659

[62] عثمانی، محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی (2008ء)، ج5، ص466

[63] المظہری، ثناء اللہ، قاضی، تفسیر المظہری، داراحیاء التراث العربی، بیروت لبنان، اشاعت اول (2004ء)، ج5، ص278

[64] مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ج2، ص610